Research Journal of Islamic Studies

Volume: 1 Issue: 1

July-Dec 2024

Page No: 47-56

The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur

https://journals.gscwu.edu.pk/index.php/mishkat-ul-ilm/about

Contemporary Issue and style of Khatam-ul-Nabieen Hazrat Muhammad (Peace be upon him)

معاصر مسائل اور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا اسلوب دعوت

Dr. Hafiz Muhammad Ishaq
Assistant Professor
Department of Islamic Studies
University of Chakwal

Abstract

The style of Khatam-ul-Nabieen Hazrat Muhammad (Peace be upon him) in addressing contemporary issues is both profound and multifaceted. His approach can be summarized as (Universal principles, Emphasis on Dialogue, Moral and Ethical Leadership, Inclusivity and Diversity, Community Welfare, Adaptability to Change).The teachings of the Prophet Muhammad(PBUH) are rooted in universal principles of justice, compassion and respect for human dignity. These principles resonate with contemporary challenges such as inequality, discrimination and social injustice. He emphasized open dialogue and consolation as essential tools for resolving conflict. This approach is crucial today, as it promotes understanding and cooperation among diverse communities. His exemplary character served as a model for ethical leadership, highlighting the importance of integrity and accountability in leadership role, relevant to modern governance. The Prophet ability to adapt his message to the context of his time illustrates the importance of contextual understanding in addressing modern issue effectively. His interactions with various tribe and faiths underscore the significance of inclusivity. In today globalized world, this fosters social cohesion and mutual respect among different cultures and religions. The style of Hazrat Muhammad (SAW) in dealing with contemporary issue offers valuable insights for today society. His teaching encourage a holistic approach to problem –solving, emphasizing compassion, dialogue and ethical leadership, which are essential for fostering peace and harmony in a diverse world.

Keywords: *multifaceted, Adaptability, resolving conflict, leadership role, holistic approach.*

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا اسلوب دعوت نہ صرف اپنے دور کی سماجی و معاشرتی صورتحال کے مطابق تھا، بلکہ عصر حاضر کے معاصر مسائل کے حل میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔آپ ﷺ کی دعوتی حکمت عملی نے ایک نئی سوچ کو جنم دیا، جو کہ بنیادی انسانی حقوق، انصاف اور مساوات پر مبنی تھی۔آپ ﷺ نے مختلف قبائل، ثقافتوں اور طبقات کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا اور ان کے مابین اتحاد قائم کیا۔ یہ امر عصر حاضر میں بین الثقافتی ہم آہنگی کی اہمیت کو نمایاں کرتی ہے۔آپ ﷺ نے اپنے دور کے معاشرتی مسائل، مثلاً غریبوں کی امداد، یتیموں کا خیال اور حقوق نسواں کی اہمیت کو سمجھا اور اس پر زور دیا۔ یہ عنوان آج بھی معاشرتی بحث کا حصہ ہیں۔آپ ﷺ کا اسلوب دعوت بہت موثر اور جامع تھا، جو متعدد معاصر مسائل کو مد نظر رکھ کر مرتب کیا گیا۔آپ ﷺ نے اپنے دعوتی پیغام کو پھیلانے کے لیے مختلف طریقے اپنائے۔آپ نے عقلی دلائل کے ذریعے لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کی ،آپ کی باتوں میں قرآن کی آیات اور منطقی استدلال شامل ہوتا تھا۔آپ نے متعدد سماجی طبقات جیسے امیر ،غریب، طاقتور، کمزور سب لوگوں کو اپنی دعوت میں شامل کیا۔آپ نے تمام بنی نوع انسان کو اہمیت دی اور ان کے مسائل کو سمجھا اور ان کو حل کرنے کی کوشش کی اور یہ عمل بتدریج شروع کیا۔

معاصر مسائل اور ان کا حل:

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ فساد اور بدامنی سماج کو تباہی کے دھانے پر کھڑا کرتا ہے۔فساد اور بدامنی کی صورت میں معاشرتی بگاڑ، معاشی و سیاسی امن کا نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔اعلی اقدار اور اصولوں کا فروغ احسن طریقہ سے نہیں ہو سکتا اور سماج کا ہر فرد دماغی لحاظ سے پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے۔ تکثیری سماج میں اس بدامنی اور فتنہ وفساد کے خاتمے کے لیے متعدد پہلوؤں کو اگر سماج سے سرے سے ختم کر دیا جائے تو معاشرہ امن و صلح کا مرکز بن سکتا ہے۔آپ ﷺ نے امن و سلامتی کا ایک اعلی نمونہ بن کر دکھایا امن و سلامتی کی تعلیمات اور بدامنی کے تمام اسباب و محرکات کا قلع و قمع کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے زندگی بھر اعلان نبوت سے قبل اور بعد امن و سلامتی کے جو اقدامات فرمائے ہم خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے ان پہلوؤں پر عمل پیرا ہو کر سماج سے معاصر مسائل کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔تاکہ سماج کو امن و صلح کا گہوارہ بنایا جا سکے جو کہ یہ ہیں:

1. استحصال کا خاتمہ (حقوق کی پامالی کرنا)
2. تصدیق و تصویب نہ کہ تکذیب
3. انتشار وافتراق کا خاتمہ
4. اشتعال انگیزی
5. قتل وغارت گیری
6. لاقانونیت اور اقرباپروری کی روک تھام
7. تعصبات اور گروہ بندی

1.استحصال کا خاتمہ (حقوق کی پامالی کرنا): سماج میں فتنہ وفساد اور بدامنی، اضطرابیت کا ایک پہلو، معاشرتی، معاشی و سیاسی نظام میں ظلم و ناانصافی اور لوگوں کے حقوق کو سلب کرنا بھی استحصال میں شامل کیا گیا۔ ظالم اپنے اعلی اقتدار ، برتری یا معیشت کے شعبے میں حاکمیت کے بل بوتے پر

دوسرے افراد کو ظلم وزیادتی کا مرکز بناتے ہوئے ان کا استحصال کرتا ہے۔ جس کے سبب معاشرہ ناانصافی اور بد امنی کا آئینہ دار قرار دیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات اس روسے معاملے کی جڑ تک جاتے ہیں اور لوگوں کو استحصال کا خاتمہ کرنے کی نصیحت کرتے ہے۔ استحصال نہ کرنا دنیاوی لحاظ سے قابل مفید اور آخرت میں بھی اجر وثواب کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ۔ "[1]

"ظلم سہنے والے کی بد دعا سے ڈرو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ "

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ "[2]

"اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! ہم مظلوم بھائی کی مدد تو کر سکتے ہیں ۔ لیکن ظالم بھائی کی مدد کس طرح کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ روکنا اور اسے ظلم سے باز رکھنا (یہی اس کی مدد ہے)۔ "

شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:

"ان من اعظم المقاصد التی قصدت ببعثة الانبياء عليهم السلام دفع المظالم من بين الناس، فان تظالمهم يفسد حالهم ويضيق عليهم "[3]

"جن مقاصد اور امور کے لیے انبیاء کرام کو دنیا میں مبعوث کیا گیا ان مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ انسانوں کے درمیان ظلم وزیادتی کا خاتمہ اور اس کی روک تھام کے لیے بہترین تدابیر اختیار کی جائیں۔ کیونکہ اگر مظالم کا خاتمہ نہ کرنا امور زندگی کو بہتر بنانے میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ "

استحصال سے امن کی فضا بھی خراب ہوتی ہے جس کا اسلام بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور صرف مشورہ دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ لوگوں کو ان کی ناراضگی اور آخرت میں ان کی ذمہ داری سے آگاہ کر کے تحفظ کے ذریعے استحصال ہوتا ہے۔ استحصال زدہ طبقات آج بھی دلوں میں جلتے ہیں اور ان کے دلوں میں لاوا ابلتا ہے۔ اسلام نے ہر قسم کے استحصال کا قلع قمع کیا ہے۔ سماج کو سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں امن و صلح کا مرکز بنایا اور تمام بنی نوع انسان کو اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ کیونکہ امن و صلح وہ واحد راستہ ہے جس کے ذریعے استحصال جیسی بیماری کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔

2. تصدیق وتصویب نہ کہ تکذیب: ایک تکثیری معاشرے میں امن اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کے اقدامات خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اٹھائے گئے سب سے مؤثر اقدامات میں سے ایک دوسرے مذاہب کا اثبات اور قبولیت ہے۔ دشمنی، نفرت اور خود شک مذہبی تعصبات ہیں یا دوسرے مذاہب کو مسترد کرنا۔ عقائد اور مذاہب اور ان مذاہب کے پیروکاروں کے مذہبی عقائد اور جذبات پر تجاوز کرنا۔ اس زمانے میں یہودیوں اور عیسائیوں میں مذہبی تعصب اتنا زیادہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے تمام مذاہب کو باطل اور نجات کے لیے ناکافی سمجھتا تھا۔ اللہ نے قرآن میں ان کا ذکر ان کی سوچ اور ذہنیت کے مطابق کیا ہے۔[4]

ارشاد ربانی ہے:

"وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ "[5]

"یہود کہتے ہیں کہ نصرانی حق پر نہیں ہیں،اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہود حق پر نہیں،حالانکہ یہ سب لوگ تورات پڑھتے ہیں۔اسی طرح ان ہی جیسی بات بے علم بھی کہتے ہیں۔قیامت کے دن اللہ ان کے اس اختلاف کا فیصلہ ان کے درمیان کردے گا۔"

فرمان خداوندی ہے:

"وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ "[6]

"یہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاری بن جاو تو ہدایت پاوگے۔تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں،اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے اور مشرک نہ تھے۔ "

اس کے برعکس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ اپنے آپ کو امن وسلامتی کا پیامبر مانتے ہوئے کبھی یہ نہیں کہا کہ دنیا کے دوسرے مذاہب غلط ہیں اور ان کے پیروکار جہنمی ہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔یہ نہیں کہا کہ دنیا کے تمام مذاہب ہیں۔یہ بنیادی طور پر سچ ہے۔خدا کی طرف ہدایت، بشرطیکہ اس میں ملاوٹ، حذف یا اضافہ نہ ہو۔

ارشاد ربانی ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ "[7]

"ہم مسلمان ہوں، یہودی ہوں، نصاری ہوں، صابی ہوں جو کوئی بھی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے اجر ان کے پاس ہیں اور ان پر نہ تو کوئی ہے اور نہ اداسی۔ "

اسی طرح جو دعوتی خطوط آپ نے روم کے عیسائی حکمرانوں، حبشہ کے بادشاہ اور دیگر کو بھیجے تھے، ان میں (7عیسوی) میں عیسائیت کے جھوٹے مذہب ہونے کا ذکر نہیں تھا، قرآن میں اس کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

"يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ "[8]

"اے اہل کتاب ایسی انصاف والی بات کی طرف آو جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں نہ اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنائیں۔پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔ "

3.انتشار وافتراق: دور جاہلیت میں جنگ وجدال، نفرت وعدو، گالی گلوچ جیسے وہ عناصر پائے جاتے تھے جو سماج میں اضطراب، انتشار وافتراق کے باعث تھے۔ بد قسمتی سے زمانہ جاہلیت میں ان میں سے بہت سے عوامل تھے، جنگیں اور جھگڑے، دشمنی، اس بنا پر ایک دوسرے کے لیے سیاسی، قومی، مذہبی اور مسلکی مسائل پیدا ہوئے، یہ سب عوامل تھے۔ اس سے معاشرے میں خوف وہراس پھیل گیا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے خدا کے احکام کو نظر انداز کیا اور صرف اپنی نفسانی کہ سیرت طیبہ ﷺ کی کرنیں ان سے اوجھل تھیں۔ رفتہ رفتہ لوگ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے لگے۔ اسلامی تعلیمات تو صرف یہی تھیں کہ آپس میں انتشار وافتق نہ کریں ایک دوسرے کے لیے سہولتیں پیدا کریں اور سب سے بڑھ کر ان کا اخلاق اعلی ہو۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ انتشار وافتراق سے بچنے کی تلقین کی اور لڑنے جھگڑنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ تاکہ سماج میں امن صلح کی فضاء کو قائم کیا جاسکے۔

نبی کریم ﷺ جب کسی جگہ کسی صحابیؓ کو عامل تعینات تو اسے ہدایت کرتے کہ:

"يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَسَكِّنُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا "[9]

"آسانی پیدا کرو، تنگی پیدا نہ کرو، لوگوں کو تسلی اور تشفی دو نفرت نہ دلاؤ۔ "

رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا۔ "[10]

"جس نے باطل چیز کے لیے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا، اللہ اس کے لیے جنت کے کنارے پر محل تیار کرے گا اور جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے اجتناب کیا تو اللہ جنت کے وسط میں اس کے لیے محل تیار کرے گا اور جس نے (نہ صرف جھگڑا کرنے سے اجتناب کیا بلکہ) حسن خلق کا مظاہرہ کیا تو اس کے لیے جنت کے اعلی درجے میں محل تیار کر دیا جائے گا۔ "

سماج میں شائستگی اور تہذیب سکھانے اور امن وصلح کی فضاء قائم کرنے میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی اصلاحات نے بڑا موثر کردار ادا کیا۔ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ لوگوں کے شعور کو اس تعلیم نے اس طرح ڈھالا کہ وہ عام زندگی میں شائستگی سے انحراف نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف وہ ساری وجوہات مسمار فرمادیں جو باہم عداوتیں پیدا کرتی اور فتنہ وفساد اور مرعوبیت وخوفزدگی کا باعث بنتی بلکہ ہنسی مذاق میں بھی کسی کو پریشان کرنے سے منع فرماتے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا۔ "[11]

"مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو مرعوب وخوفزدہ کرے۔ "

4.اشتعال انگیزی: بہت سی برائیاں اور جرائم اچانک اشتعال انگیزی سے جنم لیتے ہیں جنہیں قانون کی زبان میں اچانک اشتعال انگیزی کہتے ہیں اور غصے کی حالت میں لوگوں کو بتاتے ہیں کہ اگر وہ انتقام نہ لیں تو خدا راضی ہوگا۔ میں نے اسے سکھایا اور حوصلہ افزائی کی۔ امن اور سماجی ہم آہنگی کی فضا بھی پیدا ہوئی۔ اشتعال انگیزی، غصہ وغیرہ وہ اہم عوامل ہیں جو فساد کو جنم دیتے ہیں اور معاشرے میں امن وصلح کو ختم کرتے ہیں، لیکن نبی

صلی اللہ علیہ وسلم وضاحت کرتے ہیں کہ وہ غصے سے مختلف طریقوں سے نمٹتے ہیں اور یہ اسے دبانے کا حکم دیتا ہے۔ شیطان خدا کو کنٹرول کرتا ہے اور محافظوں سے محبت کرتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

"وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ "[12]

"جو غصے پر قابو رکھتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ "

فرمان خداوندی ہے:

"وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ "[13]

"جب شیطان تمہارے دلوں میں اشتعال پیدا کرے تو تم اللہ کی پناہ طلب کیا کرو۔ "

نبی کریم ﷺ نے اشتعال انگیزی پر قابو پانے اور دشمن کے وار کو ناکام بنانے کا حکم فرمایا:

"لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الغَضَبِ۔ "[14]

"پہلوان وہ نہیں ہے جو بدلہ زیادہ سختی سے لے، بلکہ وہ ہے جو اتنا مضبوط ہو کہ غصے میں اپنے آپ پر قابو رکھ سکے۔ "

قرآن کہتا ہے کہ اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو بدلہ لے سکتے ہو، لیکن اگر معاف کرو تو بدلہ ہے، لیکن جب تم بدلہ لو تو تمہیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے:

"وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ "[15]

"اگر تم بدلہ لیتے ہو تو صرف اس حد تک کہ تمہارے ساتھ ناانصافی کی گئی ہو۔ "

اسی طرح فرمایا کہ

"فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ " [16]

"چونکہ آپ کو دھونس دیا گیا ہے، آپ کو اس حد تک بدلہ لینا چاہیے "

"قرآن مجید کا نظریہ ہے:

"ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ " [17]

"برائی کو اس طریقے سے دور کریں جو سراسر بھلائی ہو "

قرآن اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ کسی کی زیادتی پر صبر کرنا اپنے نتیجے کے اعتبار سے بدلہ لینے سے بہترین نتائج پیدا کرے گا۔

ارشاد ربانی ہے:

"أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ "[18]

"کیا آپ کو یہ پسند نہیں ہے (آپ لوگوں کو معاف کر دیں) اور اللہ آپ کے گناہوں کو معاف کر دے؟ "

5. قتل و غارت گیری: وہ ایسے معاشرے میں کیسے رہ سکتے ہیں جہاں انسانی جان کی کوئی قیمت، عزت، سلامتی اور امن نہ ہو اور جہاں ایک دوسرے کے کاروبار اور دیگر معاملات ٹھیک چلتے ہوں۔ انسان کو کاروبار، صنعت، گھر، تفریح، مہذب زندگی، زندگی کے تقاضوں سے قطع نظر، خالص انسانیت کے نقطہ نظر سے، ذاتی فائدے کے لیے یا ذاتی ہمدردی کی ضرورت ہے۔ دوسروں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ کسی کو قتل کرنا بدترین

فعل ہے۔ دنیا کے سیاسی قوانین صرف سزا اور طاقت کے ذریعے انسانی جان کا احترام قائم کرتے ہیں اور کسی بھی قانونی اتھارٹی کو ان پر مبنی قوانین میں اس کی ممانعت سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔ معاشرے میں امن اور ہم آہنگی کی فضا پیدا کرنے کی بنیاد انسانیت کا پہلا احترام (زندگی کا احترام) انسان کا پہلا مہذب حق ہے۔ جب کہ زندگی کی اجازت دینے کی بنیادی ذمہ داری ثقافتی ذمہ داریوں کے درمیان نافذ ہے، عزت نفس کا قانون دنیا بھر کے تمام اسلامی اور مہذب قوانین میں، بلکہ قانون اور مذہب میں بھی موجود ہونا چاہیے۔ اگر اسے تسلیم نہ کیا جائے تو یہ مہذب لوگوں کا قانون بن سکتا ہے، لیکن اگر کوئی فرد یا لوگوں کا ایک گروہ اس پر عمل پیرا ہو تو احترام انسانیت کا موثر اور جامع فہم ممکن نہیں۔ اسلام کی بنیاد خدا کا قرآن ہے۔ انسانی زندگی کا احترام ایک ضابطہ حیات ہے جو بہت سی جگہوں پر سکھایا جاتا ہے۔[19]

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

"كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ۔ "[20]

"ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچائے اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔ اور ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول ظاہر دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں اکثر لوگ زمین میں ظلم و زیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے۔ "

حدیث مبارکہ ہے:

"لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا "[21]

"مومن اپنے دین کی وسعت میں اس وقت تک برابر رہتا ہے جب تک وہ کسی حرام خون کو نہیں بہاتا۔ "

نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل عرب کے خونخوار ماحول میں انسانیت کا احترام اور امن پسندی کا نظام تباہ ہو چکا تھا نبی ﷺ کے دور میں ایک مہذب معاشرہ وجود میں آیا جس کا اثر دور دور تک پھیل گیا اور اسلامی تعلیمات نے انسان کی ان گنت کوتاہیوں اور دیگر کوتاہیوں کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی کی فضولیت کا بھی فائدہ اٹھایا۔ نفس کی ایک ایسی حیثیت ہے جو انقلاب سے کم نہیں۔ دنیا کے تخلیقی قوانین میں انسانی زندگی کے تقدس کو قائم کرنے میں کوئی اور مذہب اتنا فخر نہیں کرتا۔ تقدس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اس پر قانون لاگو نہیں ہوتا، اسے ایسا کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ اس وقت تک زندہ رہنا ہے جب تک کہ وہ حدوں کو عبور نہ کرلے، اگر وہ حدود سے تجاوز کر کے زمین پر برائی اور فساد پھیلاتا ہے تو اسے سزا ملنی چاہیے تاکہ توازن قائم ہو، معاشرہ قائم ہو اور امن وامان کی فضا قائم ہو سکے۔

6. لاقانونیت واقرباء پروری: تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ عدل وانصاف کے معیارات میں ایسی شقیں نہ ہونے کے باوجود دولت، جائیداد اور ان اموال کا سودا کرتے ہوئے صرف غریبوں، مسکینوں اور مظلوموں کے خلاف قانون نافذ کیا گیا۔ پورے احترام کے ساتھ، اس کے لیے سب سے خطرناک چیز یہ ہے کہ وہ اپنے قریبی اور عزیزوں کو اہمیت دے یا ان کی سفارش کرے اور ان کی اہلیت کی پرواہ کیے بغیر ان میں عہدے تقسیم کرے۔ یہ درست ہے، لیکن نااہل لوگوں کو ان کی قرابت داری اور لیڈروں اور حکمرانوں سے قربت کی بنیاد پر عزت دینا، انہیں بٹور ملز میں تقسیم

کرنا اور دوسروں سے ممتاز کرنا زیادتی ہے۔ ہمارے ملک میں سب سے زیادہ پھیلا ہوا کلچر سفارش اور اقرباپروری کا ہے لیکن یہ ایک کامیاب سماجی نظام کے دائرے میں داخل نہیں ہونے دیتا۔ ایک بار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں فاطمہ نامی عورت کا مقدمہ پیش ہوا، متعدد معتبرین نے اس معاملے میں سفارش کی مگر نبی کریم ﷺ نے اس پر برہمی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اگر اس کی جگہ فاطمہؓ بنت محمد ﷺ بھی ہوتی تو قانون کے مطابق فیصلہ کیا جاتا۔

حدیث مبارکہ ہے:

"أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا "[22]

"کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کر رہے ہو؟ پھر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی نادار چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اللہ کی قسم اگر میری بٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹتا۔ "

اس لیے سرکاری ملازم کی خصوصیات اور ذمہ داریوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ناجائز سفارشات اور اقرباپروری سے بچیں۔ تاکہ سماج میں بدامنی نا پیدا ہو اور آپ ﷺ کے بتائے گے قوانین کے مطابق فیصلے کرے تاکہ معاشرہ میں امن و صلح کا نظام برقرار رہے۔

7. تعصبات و فرقہ بندی: اس وقت پوری دنیا عصبیت کی مختلف شکلوں سے متاثر ہے اور لوگ سیاسی وجوہات کی بنا پر لسانی، علاقائی اور نسلی تعصبات میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ایسے تمام تعصبات اور گروہ بندیوں سے بچنا چاہیے (خوف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی کی حمایت صرف اس لیے کرتا ہے کہ وہ اس کی برادری یا قوم سے تعلق رکھتا ہے (چاہے یہ غیر منصفانہ اور دوسروں کے خلاف ہو) اپنی قوم و برادری سے انس و محبت اس بناء پر کہ وہ آپ کی قوم کے آدمی ہیں اور آپ کے رشتہ دار ہیں، آپ کے ہر وقت شریک رنج وراحت ہیں اسی وجہ سے اس کے ساتھ آپ کی دوستی، محبت اور تعاون و مدد ہے، یہ بات اسلام کی نظر میں قابل اعتراض نہیں، جب تک ان کی حمایت نہ کرے اور ظلم و زیادتی پر ان کے ساتھ تعاون و مدد نہ کرے۔

حدیث مبارکہ ہے:

"يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُعِينَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ "[23]

"اے اللہ کے رسول ﷺ ایک شخص اپنی قوم سے محبت رکھتا ہے تو کیا یہ عصبیت سے شمار ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، لیکن عصبیت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی قوم کی مدد اسکے ظلم کے باوجود کرتا ہے۔ "

حضور ﷺ نے قوم کا ساتھ دینے کی حدود بھی بیان فرمادیں کہ قوم کی مدد صرف اس حد تک ہو کہ قوم کا موقف حق وانصاف پر مبنی ہو۔ اسلام زندگی کے ہر معاملے میں ناجائز قومیت و عصبیت سے گریز کرنے کا حکم دیتا ہے اگر سیرت طیبہ ﷺ کا مطالعہ کریں تو ہمیں اس بات کا بخوبی ثبوت ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے عملی طور پر ہمیں ایسا کر کے دیکھا، اور ہر اس چیز سے منع فرمایا جس سے علاقائی تعصب اور مذہبی منافرت پیدا ہو۔

حدیث مبارکہ ہے:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ۔ [24]"

"وہ ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی طرف بلائے اور جو عصبیت کی بنیاد پر لڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی حالت میں مر جائے۔"

قرآن نے بہت سے جرائم کا ذکر کیا ہے اور انہیں برائی کے تناظر میں بیان کیا ہے، مثال کے طور پر خود کشی کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے:

"مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا۔ " [25]

"جس نے ایک جان کو ناحق قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا ۔ "

خلاصہ بحث:

دین اسلام ایک واضح فکر اور فطری دین ہے جو علم و فن اور معاشرتی و معاشی طور پر پروان چڑھنا چاہتا ہے ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور دین اسلام فتنہ و فساد اور بدامنی کو پسند نہیں کرتا اور کسی ایسے عمل اور افعال کا روادار نہیں ہے جو فتنہ و فساد اور بدامنی پر مبنی ہو۔ اسلام نے جہاں بدامنی اور فساد پھیلانے کی مذمت کی ہے اس کے برعکس امن و صلح کی فضاء قائم کرنے کے لیے افراد کی روحانی و ذہنی تربیت پر بھی زور دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے فتنہ انگیزی اور معاشرتی بگاڑ کو ختم کرنے کے لیے بااثر اور مثبت لائحہ عمل اور اصول مقرر کیے ہیں۔ ان اصولوں کا مکمل چارٹر ہمارے سامنے خاتم النبیین ﷺ کے اسوہ حسنہ کو نمونہ بنا کر پیش کیا گیا۔ خاتم النبیین ﷺ میں اسکی متعدد مثالیں ملتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے یہود و نصاری اور دیگر کفار و مشرکین سے کیسا برتاو کیا ان کے ناانصافی، بدامنی اور فتنہ و فساد کے باوجود ان میں امن و صلح کی فضاء قائم کی۔ جس کے چند عملی نمونے یہ ہیں: (فتح مکہ، صلح حدیبیہ، میثاق مدینہ، غزوات)۔ معاصر تکثیری سماج میں موجودہ افراد کو متعدد انواع کی اضطرابی صورت کا سامنا کرنا پڑا ہے جس کے باعث افراد کو زندگی بسر کرنے میں بے یقینی، جمود اور اضطرابی کیفیت کا سامنا ہوتا ہے۔

-

حوالہ جات

1 البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۴۴۸۔

2 البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۴۴۴

3 سید باچا آغا، موجودہ معاشرتی اضطراب اور اس کا حل: سیرت طیبہ کی روشنی (ریسرچ جرنل راحت القلوب: جلد نمبر ۲، شمارہ نمبر ۱، ۲۰۱۸ء)، ص ۱۴۰۔

4 محمد سعد اللہ، حضور اکرم ﷺ بطور پیمبر امن و سلامتی (ریسرچ جرنل: راحۃ القلوب، جلد ۲، شمارہ ۱، جنوری۔ جون، ۲۰۱۸ء)، ص ۱۶۔

5 القرآن (۲):۱۱۳۔

6 القرآن (۲):۱۳۵۔

7 القرآن (۲):۶۲۔

8 القرآن (۵):۶۴۔

9 البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۶۲۵۔

10 الترمذی، سنن الترمی، رقم الحدیث: ۱۹۹۳۔

11 الترمذی، سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۱۶۰۔

12 القرآن (۳):۱۳۴۔

13 القرآن (۷):۲۰۰۔

14 البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۱۱۴۔

15 القرآن (۱۶):۱۲۶۔

16 القرآن (۲):۱۹۴۔

17 القرآن (۲۳):۹۶۔

18 القرآن (۲۴):۲۲۔

19 باچا آغا، موجودہ معاشرتی اضطراب اور اس کا حل، ص ۱۴۴۔

20 القرآن (۵):۳۲۔

21 البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۸۶۲۔

22 البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۴۷۵۔

23 ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۹۴۹۔

24 ابوداؤد، سنن ابوداود، رقم الحدیث: ۵۱۲۱۔

25 القرآن(۵):۳۲۔